حرفِ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن اکیڈمی لاہور میں شعبہ تحقیق اسلامی کا قیام

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے مقاصد میں قرآنِ حکیم کے آفاقی پیغام اور علوم کی وسیع پیمانے پر نشر واشاعت اور حکمتِ قرآنی کا فروغ سرفہرست ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے مرکزی انجمن کے تحت ''قرآن اکیڈمی'' کا قیام اوّل روز سے پیش نظر تھا۔ مرکزی انجمن کا قیام ۱۹۷۲ء میں عمل میں آیا تھا اور ۱۹۷۶ء سے قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا آغاز ہو گیا تھا جس کا پہلا مرحلہ جو مجوزہ مسجد کے بیسمنٹ اور ایک رہائشی بلاک پر مشتمل تھا' جنوری ۷۷ء میں مکمل ہوا اور انجمن کا مرکزی دفتر ۱۲ افغانی روڈ سمن آباد سے قرآن اکیڈمی (۳۶۔کے' ماڈل ٹاؤن) منتقل ہوا ـــــ یوں قرآن اکیڈمی اور مرکزی انجمن خدام القرآن مترادف الفاظ کے طور پر استعمال ہونے لگے ـــــ اس لئے کہ انجمن کا مرکزی دفتر بھی وہی تھا' اور ایک طویل عرصے تک خدمت قرآنی کے ضمن میں مرکزی انجمن کی تمام سرگرمیوں کا مرکز ومحور بھی یہی مقام تھا۔ بعد میں قرآن آڈیٹوریم اور قرآن کالج کی تعمیر کے بعد یہ معاملہ منقسم ہوگیا۔

بحمد اللہ' خدمت قرآنی کے ضمن میں مرکزی انجمن خدام القرآن اور اس کے صدر مؤسس' محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی مساعی کو شرف قبول بخشا اور محدود وسائل کے ساتھ شروع ہونے والا یہ چھوٹا سا ادارہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا اور ملک کے طول وعرض میں ہی نہیں' بیرون پاکستان بھی ''خدمت قرآنی'' کا ایک سمبل بن گیا۔ کام کا حجم بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس میں نئے نئے شعبے وجود میں آتے گئے اور ایک فطری تدریج کے ساتھ اکیڈمی کی تعمیرات میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اب تک مرکزی انجمن کے انتظامی شعبوں یعنی ایڈمن اور اکاؤنٹس کے ساتھ ساتھ مکتبہ انجمن' شعبہ سمع وبصر' شعبہ تصنیف و تالیف' شعبہ مطبوعات' کمپیوٹر سیکشن' شعبہ تدریس اور شعبہ خط وکتابت کورس وجود میں آچکے ہیں' جو مل جل کر مرکزی انجمن کے پیش نظر اہداف کے حصول کے لئے مؤثر انداز میں سرگرم

عمل ہیں۔ ابتدائی درجے میں علمی و تحقیقی کام قبل ازیں شعبۂ تصنیف و تالیف اور شعبہ مطبوعات کے تحت بھی ہو رہا تھا جس کے لئے میدان ہموار کرنے کی خاطر شعبہ تدریس اپنا رول عمدگی سے ادا کر رہا ہے' لیکن ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ علمی و تحقیقی کام کے لئے ایک علیحدہ بھرپور شعبہ تشکیل دیا جائے جو قرآن اکیڈمی کے تکمیلی مقاصد کے لئے مؤثر انداز میں کام کرے۔ بحمد اللہ پچھلے دنوں اس شعبے کے لئے ضروری وسائل مہیا ہونے پر' جن میں اہم ترین معاملہ مناسب افراد کی دستیابی کا تھا' شعبہ تحقیقات اسلامی کے نام سے اس شعبے کا قیام عمل میں آ گیا ہے جس کی ضرورت کا احساس بہت پہلے سے تھا' اور جس کے بغیر قرآن اکیڈمی کا تصور ادھورا تھا۔ اللہ سے دعا ہے کہ یہ شعبہ اسلام اور قرآن کے حوالے سے علمی تحقیق کا کام وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر اس طور سے انجام دے سکے کہ دین کی حقیقی روح کسی پہلو سے بھی مجروح نہ ہو اور عالمی سطح پر احیاءِ اسلام کے ہمہ گیر کام کی راہ بھی اس کے ذریعے سے ہموار ہو سکے۔

ذیل میں شعبہ تحقیقات اسلامی کے اغراض و مقاصد کا وہ اجمالی خاکہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے جو شعبہ کے قیام کے موقع پر بطور ہدف مرتب کیا گیا۔ رفقاء و احباب میں سے جو بھی اس شعبے سے دلچسپی رکھتے ہوں اور اس کے ساتھ فکری یا عملی وابستگی کے خواہش مند ہوں وہ قرآن اکیڈمی میں شعبہ تحقیقات اسلامی کے انچارج برادرم حافظ عاطف وحید صاحب سے رجوع کریں۔

(ا) بحث و تحقیق:

یہ اس شعبے کا سب سے نمایاں اور ہدف کے اعتبار سے سب سے بلند کام ہے۔ اس کے ذیل میں دعوت اسلامی کا وہ عظیم کام مقصود ہے جسے قرآنی الفاظ میں ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ ...﴾ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی امت کے ذہین اور تعلیمیافتہ طبقے کو حکمت قرآنی کے ذریعے دین کی دعوت پہنچائی جائے اور دین کی حقانیت اور فکرِ اسلامی کے علو کو ہدایتِ قرآنی کی روشنی میں مؤکد اور مدلل انداز میں پیش کیا جائے۔ اس مقصد تک رسائی کے لئے اُن لادینی اور ملحدانہ نظریات کا مؤثر اور مدلل ابطال بھی ضروری ہے جو جاہلیت جدیدہ اور جاہلیت قدیمہ کی صورت میں آج کے انسان کو آسمانی ہدایت سے دور کرنے اور عقیدہ و عمل کے زوال کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ ہمارے تجزیئے کے مطابق متذکرہ بالا جاہلیت ہائے قدیمہ و جدیدہ چونکہ آج مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے عقیدے کو مسموم اور علومِ معاشرت و معیشت و سیاست کو الحاد' مادہ پرستی اور ہوس پرستی سے

آلودہ کئے ہوئے ہیں' لہٰذا ان کا رد کئے بغیر نہ احیاءِ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس خاطر کی جانے والی مساعی مؤثر ثابت ہوسکتی ہیں۔

(۲) اسلام کے انقلابی فکر کی تشریح وتوضیح:

ہم یعنی وابستگان انجمن خدام القرآن وتنظیم اسلامی' محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مد ظلہٗ کی اُس انقلابی فکر کے امین ہیں جو احیاءِ دین اور تجدید دین کے حوالے سے اب ایک مکمل نظریے کے طور پر جانی پہچانی جاتی ہے۔ دورِ نبوی ﷺ اور دورِ خلافتِ راشدہ میں دین کا انقلابی یا حرکی پہلو اصلاً اسی انقلابی تحریک کا نام تھا جو نبی اکرم ﷺ اور انکے صحابہؓ نے برپا کی اور جسکے نتیجے کے طور پر وہ اسلامی ریاست وجود میں آئی جو انسانیت کے لئے اجتماعی سطح پر شرف وحجت کا باعث بنی۔ البتہ اس کے بعد رفتہ رفتہ اسلام کے سیاسی زوال کے نتیجے میں یہ انقلابی فکر یا دین کا یہ حرکی تصور نہ صرف مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل اور ذہنوں سے محو ہوتا چلا گیا بلکہ اس کے عدم وجود کے سبب اسکا التزام ایک اضافی بلکہ غیر ضروری تصور بن گیا۔ اسلام کے اس انقلابی فکر کو حیاتِ نو نصیب ہوئی پچھلی صدی کے دوران جب عالم اسلام پر سے بلاواسطہ استعماریت کا خاتمہ قریب ہوا اور اسلام سیاسی اعتبار سے زوال کی انتہا کو پہنچ کر ایک مرتبہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب برصغیر کے مسلمانوں میں احیاءِ اسلام کی روح بیدار کرنے کے لئے اللہ نے اس خطے میں کئی نابغہ شخصیات پیدا کیں۔ اِن میں فکرِ اسلامی کی تجدید نو اور اسلام کے بحیثیتِ دین احیاء کے حوالے سے علامہ محمد اقبال اور مسلمانوں کی حریت وآزادی اور اسکی عملی تگ ودو کے حوالے سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کا نام سرفہرست ہے۔ اِن مشاہیر اور اِن جیسے دوسرے اکابرین نے اسلام کے محدود مذہبی تصور کی نفی کرتے ہوئے مسلمانانِ برصغیر کو ''اسلام بطور دین'' اور ''اسلام بطور مکمل ضابطۂ حیات'' کا درس دیا۔ یہ وہ انقلابی تصورِ اسلام ہے جو انسانی زندگی کے انفرادی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اجتماعی گوشوں پر بھی محیط ہے۔ یہی وہ انقلابی فکر ہے جسے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مد ظلہٗ نے سابقہ نصف صدی سے زائد عرصہ کے دوران نہ صرف مُلک کے کونے کونے میں' بلکہ زمین کے طول وعرض میں بھی دعوت قرآنی اور حکمت قرآنی کی ترویج کے ذریعے پھیلایا ہے' عام کیا ہے' اور ہر دردِ دل رکھنے والے کو اس کی طرف پکارا ہے۔ اب یہ فکر اس بات کی متقاضی ہے کہ بڑی تعداد میں اس کے علمبردار پیدا ہوں' اسے آگے

(باقی صفحہ 26 پر)